(۱)

(فتوی نمبر: ۳۲۴/۹۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم

السوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بیوی کے منہ میں اپنا آلہ تناسل ڈالنا درست ہے یا نہیں؟

جب کہ قرآن میں صرف "حالت حیض" میں بیوی سے جماع کرنے کی ممانعت آئی ہے اور احادیث میں "جماع فی الدبر" کی ممانعت آئی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور طریقہ جماع کی ممانعت نہیں آئی ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں کہ اس کے بارے میں کوئی ممانعت آئی ہے یا نہیں؟ ہماری تحقیق کے مطابق کسی حدیث میں اس کی ممانعت نہیں آئی، اور جب ممانعت نہیں تو اس طرح کے کام کرنے میں کوئی حرج تو نہیں ہونا چاہیے۔ آپ اس بارے میں راہنمائی کریں۔

آپ سے گذارش ہے کہ قرآن وحدیث کی دلیل کے ساتھ وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ دلیل قرآن وحدیث سے ہونی چاہیے یا صحابہ کرام کے عمل سے ثابت کریں۔

السائل

عبداللہ خان

abdullahkhan147@gmail.com

==

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

اہل سنت والجماعت کے نزدیک کسی مسئلہ کا ثبوت ادلۂ شرعیہ "قرآنِ پاک، سنتِ رسول، اجماع امت اور قیاس" میں سے کسی ایک سے بھی مل جانا عمل کے لیے کافی ہے، اس لیے اگر آپ مذاہب اربعہ میں کسی ایک کے مقلد ہیں تو آپ کا صرف قرآن وحدیث یا عملِ صحابہ سے ہی دلیل کا مطالبہ کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر آپ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مقلد نہیں ہیں تو پھر پہلے آپ کو مسئلۂ مذکورہ قرآن وحدیث یا عملِ صحابہ میں سے کسی ایک سے ثابت کرنا ہوگا (اس لیے کہ آپ اس فعل جواز کے مدعی ہیں اور جن سے آپ سوال کر رہے ہیں وہ مدعیٰ علیہ ہیں۔ دلیل پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہوتا ہے نہ کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ) پھر اس کی ممانعت کو بھی انشاء اللہ دلائل سے ثابت کردیا جائے گا۔

اس کے بعد سمجھئے کہ اسلام دینِ فطرت ہے، اس کا ہر ہر حکم فطرت کے عین مطابق ہے، چاہے ہمیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ چنانچہ شعبہ ہائے زندگی کے ہر ہر فعل کی کامل راہنمائی دینِ اسلام میں موجود ہے، انہی اَحکامات میں اپنی زوجہ سے مباشرت کے احکامات بھی ہیں، مختلف مواقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجامعت کے اَحکامات اور منہیات واضح کردی گئی ہیں۔

منہیات میں بیوی کے ساتھ دُبر میں جماع کرنا اور حالتِ حیض میں جماع کرنا شامل ہے، اور پھر حالتِ حیض میں بھی فقط جماع ہی منع ہے، اس کے علاوہ اپنی بیوی سے ہر طرح کا نفع اُٹھانا جائز ہے، شرعاً منع نہیں ہے، لیکن اس صورت میں بھی عقلاً وطبعاً صرف اُن اعمال کو ہی پسند کیا گیا ہے، جو انسانیت کے دائرہ کار میں داخل ہوں، اور اگر کوئی فعل انسان کی انسانیت سے نکل کر حیوانیت میں داخل ہوجائے تو وہ فعل شرعاً مذموم ہوگا نہ کہ محمود، انہی حیوانیت والے اَفعال میں ایک فعل "میاں بیوی کا ایک دوسرے کے اعضائے تناسل کو چومنا، چاٹنا یا منہ میں لینا" بھی ہے۔

Scanned by CamScanner

اس معاملہ میں شریعت کا مزاج سمجھنے کی ضرورت ہے، وہ اس طرح کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، اس کے اور حیوانات کے درمیان ایک امتیازی فرق و شان ہے، اسی وجہ سے بہت سی احادیثِ مبارکہ میں مسلمانوں کو حیوانات کے بہت سارے افعال میں مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے، مثلاً:

سنن ابی داؤد میں ہے:

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو کتے کے ہاتھ پھیلا کر بیٹھنے کی طرح نہ پھیلائے''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ السجود، رقم الحدیث: ۹۰۱)

سنن ابن ماجہ میں ہے:

''آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے کتے کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب الجلوس بین السجدتین، رقم الحدیث: ۸۹۵)

سنن النسائی میں ہے:

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہارے ہاتھ اٹھانے کو ایسے دیکھ رہا ہوں، جیسے بدکے ہوئے گھوڑوں کی دُمیں''۔

(سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب موضع الیدین عند السلام، رقم الحدیث: ۱۳۱۹)

سنن ابی داؤد میں ہے:

''آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے کوے کے چونچ مارنے کی طرح، درندوں کے پاؤں بچھانے کی طرح، اونٹ کے بیٹھنے کی طرح کے افعال اختیار کرنے سے منع فرمایا''۔

(سنن ابی داؤد، باب الصلاۃ، باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع، رقم الحدیث: ۸۶۲)

مذکورہ بالا احادیث میں جو ممانعت وارد ہوئی ہے، اُس پر غور کیا جائے کہ جب شارع علیہ السلام کی طرف سے انسانوں کو جانوروں کے عام افعال کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا، (مثلاً: بیٹھنے، سجدہ کرنے، وغیرہ میں) تو پھر جو خسیس اور گھٹیا افعال ہیں، مثلاً: ''علی الاعلان مجامعت کرنا اور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو چاٹنا'' ان میں جانوروں کی مشابہت کو کیسے گوارا کیا جا سکتا ہے؟؟!!

نیز! یہ تو جانوروں کے ساتھ مشابہت سے بچنے کے بارے میں تفصیل تھی، خود حضرتِ انسان کے بارے میں ''جو اشرف المخلوقات ہے، جس کے تمام اعضاء مکرم و محترم ہیں'' اسوۂ نبوی اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کو سامنے رکھنا ضروری ہے، صحیح البخاری اور سنن النسائی میں ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تو اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے۔ (صحيح البخاري، كتاب الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، رقم الحديث: ١٥٣، سنن النسائي، كتاب الطهارة، باب النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجه، رقم الحديث: ٢٤، ٢٥)

یعنی: دائیں ہاتھ کے معزز و مکرم ہونے کی وجہ سے مذکورہ فعل میں اس کے استعمال سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی، تو پھر اس سے آگے بڑھتے ہوئے چہرہ ''جو اعضائے انسانی میں سے سب سے زیادہ اشرف و مکرم ہے'' کی تعظیم و تکریم کتنی ہوگی؟؟!!

اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چہرے پر مارنے سے صاف منع فرمایا ہے، حتی کہ میدانِ جنگ میں دشمن پر غلبہ حاصل ہونے کی صورت میں بھی اس کے چہرے کو مُثلہ (ناک، کان ہونٹ وغیرہ کاٹنے) سے منع فرمایا ہے۔

نیز! اس کے ساتھ ساتھ چہرہ میں زبان ہے، جس سے اللہ رب العزت کا ذکر کیا جاتا ہے اور قرآنِ مجید کی تلاوت کی جاتی ہے، اس میں عضوِ تناسل

Scanned by CamScanner

ڈالنا!!! یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے، اس کو نہ تو انسانی طبیعت گوارا کرتی ہے اور نہ ہی دینی فطرت۔

نیز! اس طرح کے افعال سرانجام دینے کا جذبہ عموماً فحش فلمیں وغیرہ دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے، اور اس میں غیر مسلمین کی مشابہت بھی پائی جاتی ہے، جس سے شرعاً منع کیا گیا ہے، ایسا شخص ان کی نقالی میں اسی پر بس نہیں کرے گا، بلکہ اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جانوروں سے بدفعلی کرنے جیسے لعنتی فعل میں مبتلا ہو جائے گا، خلاصہ یہ کہ یہ فعل گناہ ہے اور اس سے بچنا از حد لازم و ضروری ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

”في النوازل: إذا أدخل الرجل ذكره في فم إمرأته، قد قيل: يكره، وقد قيل: بخلافه، كذا في الذخيرة“. (كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات: ٥/١٧٢، رشيدية)

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد ڈسکوی

المتخصص فی الفقه الإسلامی

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٢٦ / ٢ / ١٤٣١ هج

الجواب صحیح

۲۹/۲/۳۱ھ

الجواب صحیح

۲۸/۲/۱۴۳۱ھ